

سنت کی پیروی ہے۔ اور اصل مقصود یہ ہے کہ اپنی پیاری چیز اللہ کے نام پر خرچ کی جائے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہو گئے تھے۔ اور یہ مقصود صرف جانور ذبح کرنے سے حاصل ہو رہا ہے۔ گوشت خواہ رکھیں یا تقسیم کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل عمل تو یہ تھا کہ بیٹے کو ذبح کریں۔ لیکن اول تو سب کا بیٹا ہوتا نہیں، دوسرے یہ کہ اگر یہ حکم ہوتا تو بہت کم ایسے نکلتے جو یہ عمل کرتے (یعنی بیٹے کو قربان کرنا) یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ جانور کو قائم مقام ذبح ولد کے کر دیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جانور ذبح کرنے کو بیٹا ذبح کرنے کے قائم مقام کر دیا) اس لئے یہ کہنا کہ قربانی میں مال ضائع کرنا ہے جیسے آجکل ز تعلیم یافتہ حضرات کا خیال ہے، سراسر غلط ہے۔ اور قربانی کا مقصود اللہ تعالیٰ کے ساتھ اظہار محبت ہے اور وہ (قربانی کر دینے سے) ہمیں حاصل ہے۔ پھر مال کہاں ضائع ہوا۔

(دعوت ترفیہ الاضحیۃ)

بنیاد ابراہیمی پر قصر شریعتِ محمدی کی تعمیر

— شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری —

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نسلِ انسانی کا بیج جب سے سطحِ دنیا پر بویا گیا ہے۔ اسی وقت سے یہ مبارک رسم قائم ہوئی ہے۔

ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ
 قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی
 قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ (اتہی)

تولہ تعالیٰ وائل علیہم نبأ ابني آدم
 اذ قربا قربانا نقتل من احدہما دلتم
 یتقبل من الآخر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبِ ادے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی عرض سے بیٹے کو ٹھایا اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی (اے ابراہیم علیہ السلام) تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عرض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے ذبح کیا۔ جب حصولِ رضا الہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریقِ اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا۔ جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مالِ قربان کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عجز ہو گا۔ جب ان کے ہاں جانِ اولاد اور مالِ رضا کے الہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھا تو وہاں حُبِ وطنِ محبتِ الہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جانِ اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں دروازہ الہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔ جب ان کی جانِ اولاد اور اعزہ و اقرباء اس درمیان (رضاء الہی) پر قربان ہو چکے ہیں تو حُبِ بقیہ احبابِ دنیا انہیں کب یادِ الہی سے غافل کر سکتی ہے۔ جب رضا الہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب بھاسکتی ہے۔

تجدید ملتِ ابراہیمی | سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام در اصل ملتِ ابراہیمی کے مجدد ہیں

وجاہد دانی اللہ حق جمادہ ہو
اجتیکم وما جعل علیکم فی الدین
من حرج۔ ملتہ ابراہیم ہو
ستکم المسلمین۔ (سورہ حج وکوثر وناپ ۱۱)

اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا
کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمکو (اور تمہیں)
مماز فرمایا۔ اور (اس نے) تم پر دین کے احکام
میں کسی قسم کی تکلیف نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم

کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

چونکہ شفیخ المذنبین رحمۃ اللعالمین بنیادِ ابراہیمی پر قصر شریعتِ محمدی تعمیر کرنے کے لئے بعثت ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے بھی اپنی امت کو حصولِ رضا الہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امتِ محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے انہی پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب و مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

لن ینالَ اللہ لحوما ولا دما مائما
ولکن ینالہ التقویٰ مشکم۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کا گوشت اور
خون نہیں پہنچتا۔ اس کے ہاں (اس) تقویٰ

کی قدر و قیمت ہے۔ (جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتی ہے)۔

بفضلہ تعالیٰ امتِ محمدیہ دعویٰ سے کہہ سکتی ہے کہ شریعتِ محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا، دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اور خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ تو اوپر دنیا سونپ جاتی ہے۔

ادھر آخرت کی نجات کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ تو ادھر دنیا کی ذلتوں سے انسان رہائی پا جاتا ہے۔

پیغام فتح اسلام | اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی یاد تازہ قرار دیں اور ہر سال شمعِ رضا الہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان ظاہر و باطن سے تیار رہیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال والا کرام عز اسمہ و جل مجدہ ان کی پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سرفروش فدیایانِ اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خدا تعالیٰ ان کی جماعت کے لئے زمین و آسمان کے شکر بھیج دے گا۔ پھر یہ دنیا میں چالیس کروڑ نہیں چالیس سو بھی ہوں گے تو ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکے گی۔ جو قوم مقابلہ میں آئے گی منہ کی کھا کر جائے گی۔

(انتخاب از "فلسفہ عید قربان")

جان کے بدلے جان کی قربانی

جامع شریعت و طریقت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری لاہوری خلیفہ حضرت حکیم الامتہ

حضرات میں چند معنوں سے قربانی کے متعلق جس چیز کو رو رہا ہوں وہ عمل قربانی کو نہیں، بلکہ میں عقیدہ قربانی کو رو رہا ہوں۔ انگریزی اخبارات میں متعدد بار اور مسلسل اس کے خلاف مضامین چھپتے رہے۔ اور میں اپنے احباب سے برابر پوچھتا رہا کہ کیا کسی اخبار نے اس کا کوئی جواب لکھا؟ مگر مجھے یہی معلوم ہوتا رہا کہ تمام اخبارات اسکی طرف سے خاموش ہیں۔ جو شخص اس کے خلاف لکھ رہا ہے۔ اور قربانی کو رسمِ بد اور فسادِ فی الارض کہہ رہا ہے۔ کہ قربانی کی بھی ایک رسم بد چل پڑی ہے جس طرح تراویح کی رسم بد چل پڑی۔ یہ شخص بارہ سو برس کے اجماعی عقیدہ کا انکار کر رہا ہے۔ جو عقیدہ ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ رہا یہ شخص اسکو فسادِ فی الارض کہہ رہا ہے۔

غرض یہ لوگ اس عقیدہ کو مسلمانوں کے دلوں سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ لیکن عقیدہ ہی وہ چیز ہے۔ جسکی درستی ہی سے مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ قربانی ضروری ہے۔ مگر باوجود استطاعت کے اسکو نہ کرتا ہو تو اس شخص کی نجات ہو جائے گی۔ مگر جو شخص ایسا ہو کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قربانی اسرافِ مال ہے۔ اور بیکارِ فعل ہے۔ پھر اگرچہ اس عقیدہ کے ساتھ وہ قربانی ہمیشہ کرتا رہے مگر اس قربانی عقیدہ کی بنا پر ابد الابد تک جہنم میں رہے گا۔ تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ قربانی ہر غنی پر واجب اور ضروری ہے۔ ورنہ دائرہ اسلام میں رہنا نا ممکن

ہے۔ اور یہ زہر ایسا پھیلا ہے کہ میرے پاس باہر سے بھی خطوط آتے رہے ہیں۔

یہ الفاظ کہ "قربانی بھی ایک رسم بدل پڑی ہے جس طرح تراویح مسلمانوں میں ایک رسم بدل پڑی کفر کے الفاظ ہیں۔ تو غرض عمل و عقیدہ میں بڑا فرق ہے۔ عمل کو ترک کر دینے سے نجات کی امید ہے۔ مگر عقیدہ ترک کر دینے سے نجات ہی نہ ہوگی۔

جب عقائد اسلام پر حملہ ہو تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہ اسلام کی مدد کرے اور حقیقت میں یہ اسلام کی مدد نہ ہوگی، بلکہ خود اپنی مدد ہوگی۔ اپنی جان کی مدد ہوگی اپنی آخرت کی مدد ہوگی۔

ہم پر جو قربانی فرض کر دی گئی وہ اسی نسبت ابراہیمی کو زندہ کرنے کے لئے جب کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سنتہ ابراہیم" تو چونکہ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی میں گوشت مقصود نہ تھا، بلکہ جان دینا تھا۔ اسی لئے ہمارے لئے بھی حکم ہے کہ قربانی کی جان دینا مقصود ہے۔ جو اصل میں بدل ہے اپنی جان کا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء لکھتے چلے جاتے ہیں کہ اگر کسی نے قربانی کا سارا گوشت خود ہی رکھ لیا۔ اور اسکی کھال بھی اپنے ہی استعمال میں لے آیا تب بھی قربانی ہوگی۔

دوسرے صدقات تو مال کو ملک سے نکالنا مقصود ہے۔ لیکن اس جگہ مال تو ملک میں رہتا ہے۔ تو جب گوشت بھی اسی کی ملک رہا اور کھال وغیرہ بھی اسی کی ملک میں رہی۔ تو آخر اس کے پاس سے کیا چیز نکل گئی جس کا ثواب ملا؟ تو ظاہر ہے کہ صرف قربانی کی جان نکلی ہے۔ اور یہی مقصود ہے قربانی کا۔ اس لئے اسکو دوسرے صدقات پر قیاس کر کے یہ کہنا کہ اتنا گوشت ضائع ہو رہا ہے، طاقت ہے۔

کیا جس مال کے خرچ کرنے سے اللہ مل جائیں وہ مال ضائع ہوگا۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اونٹ قربان فرمائے اور سوا اونٹ قربانی فرمانے میں ایک حکمت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے اور اس سے خون بہا یعنی خون کا بدلہ دیا جائے تو شریعت نے ایک انسانی جان کا خون بہا سوا اونٹ مقرر فرمائے ہیں۔ اور اس مقدار پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے تو گویا آپ نے سوا اونٹ قربانی

فرما کر یہ بنا دیا کہ قربانی دراصل انسان کی جان کا بدلہ ہے۔ اور یہ سوا اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کا بدلہ دیا۔ تو اصل گوشت پوست نہیں بلکہ جان دینا ہے۔ اب جب یہ بات سمجھ میں آگئی اور خدا کرے کہ سمجھ میں آگئی ہو کہ قربانی دراصل جان کے قائم مقام ہے تو اب سمجھئے کہ اگر آپ قربانی کی بجائے صدقہ دیں تو کیا صدقہ قربانی کا بدلہ ہو سکتا ہے اور کیا یہ صدقہ جان کا بدلہ ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ نے لاکھ روپے بھی صدقہ دیا تب بھی وہ آپ کی جان کی قیمت نہیں کیونکہ اگر کسی شخص کو